تصوف اور صوفیا کے بارے میں امام ذھبی کا نکتہ نظر (علمی و تجزیاتی مطالعہ)

Imam ZAHBI's View point regarding Tasawwuf and Sufies (A Scholastic and Analytical Study)

Hafiz Muhammad Sharif
PhD Scholar,
Department of Islamic Studies, Govt. College University, Faisalabad:
badri.sharif786@gmail.com

Dr Umar Hayat
Associate Professor,
Department of Islamic Studies, Govt. College University, Faisalabad:
drumarhayyat@yahoo.com

Abstract
Imam Dhahbi is an important Muslim scholar who has written about Sufism, which is a system of beliefs and practices related to Islamic spirituality. In his writings, he discusses different groups of Sufis, some of whom he criticises for deviating from the teachings of Islam. He praises those who follow the correct path and live a life in accordance with Islamic teachings. He also provides thoughtful commentary on the writings of Sufi scholars. Overall, Imam Dhahbi's work demonstrates his knowledge and understanding of Islamic philosophy and spirituality.

Keywords: Dhahbi, Mysticism, Analytical Study, Quran, Sunnat

امام ذھبی محدث ہونے کے ساتھ ساتھ صوفی طبع انسان تھے۔ مگر انہوں نے اپنی زندگی میں سب سے زیادہ جس فن پر کام کیا ہے وہ اسماء الرجال کان فن ہے۔ بنیادی طور پر آپ تصوف کے حامی اور حامل تھے، صوفیا کی صحبت کو اختیار کرتے تھے اور صوفیا سے اکتساب فیض پر یقین رکھتے تھے۔ لیکن آپ نے اپنے فن کی وجہ سے جیسے محدثین میں جانچ پرکھ کا کام خوب نبھایا اسی طرح صوفیا کے بارے بھی اسی نظر سے خوب کام لیا۔ اس بنا پر آپ سے کئی صوفیا کے متعلق نقد وارد ہوا جسے ذکر کیا جاتا ہے۔ آپ نے صوفیا کے مختلف گروہوں کا ذکر کیا جن میں سے بعض گمراہی کی حد تک پہنچے۔ سیر اعلام النبلاء میں طبقات صوفیا کے عنوان سے ان کو مختلف گروہوں میں مستقلاً تقسیم کیا ہے۔ اور دیگر کتب میں ان پر نقد و جرح کے اسباب بھی ذکر کیے ہیں۔ اور آپ اس طبقہ کی مدح کرتے ہیں کہ جو شریعت میں کسی قسم کی تحریف کا ارتکاب نہیں کرتے بلکہ علی منہاج النبوہ زندگی گزارتے ہیں۔ اور ان لوگوں کی بھی گرفت کی کہ جو اس

منہج مستقیم کو بھی مسترد کرتے ہوئے تصوف کو خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ امام ذہبی کا صوفیا کی تصنیفات پر بھی فاضلانہ تبصرہ موجود ہے جس سے ان کی وقیع اور بالغ نظری کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس بحث میں ہم امام ذہبی کی صوفیا پر نقد اور اس کے اسباب کا جائزہ لیں گے۔ بحث تین حصوں میں تقسیم ہے: پہلا حصہ تعارف پر مبنی، دوسرا حصہ امام ذہبی کے تصوف اور صوفیا کے متعلق نظریہ پر اور تیسرا حصہ نتائج پر مبنی ہے۔

تعارف

آپ کا دورِ حیات 673ھ سے 748ھ تک پھیلا ہوا ہے۔[1] علمی اعتبار سے آپ کا دور انتہائی شاندار اور زریں تھا۔ علم کے اسی دور میں ربیع الآخر 673ھ / اکتوبر 1274ء میں حافظ ذہبی کی ولادت ہوئی۔[2] آپ نسلاً ترکمانی تھے۔ "شمس الدین" لقب، "ابو عبداللہ" کنیت اور "محمد" نام ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے: "شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد عثمان بن قایماز بن عبداللہ الترکمانی الذہبی"۔[3]

تحصیل علم اور علمی مشاغل

امام ذہبی نے اپنی تعلیم کا آغاز دمشق سے کیا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں علم حدیث کی طرف مائل ہوئے۔[4] ایک کثیر تعداد سے سماعت کا شرف حاصل کیا۔ حافظ ذہبی خواہش کے باوجود والد کے منع کی وجہ سے علمی سفر نہ کر سکے۔ آپ کے شوق کے پیش نظر والد نے 693ھ میں بیس سال کی عمر میں سفر کی اجازت دی۔[5] اس کے بعد آپ نے سماعِ حدیث کے لیے کئی شہروں کی طرف سفر کیے۔ 703ھ سے 718ھ تک آپ دمشق کے ایک قریہ کی مسجد میں بطور خطیب مقیم رہے۔ یہاں آپ نے مختلف موضوعات پر بے شمار کتب تالیف کیں۔ بعد ازاں مدرسہ ام

1۔ سبکی، عبد الوہاب بن تقی الدین، طبقات الشافعیہ الکبری، دار المعرفۃ-بیروت، ج:5، ص:216

2۔ سبکی، طبقات الشافعیہ، ج:5، ص:216

صفدی، صلاح الدین، الوافی بالوفیات، 1381ھ، ج:2، ص:164

3۔ یاقوت، الحموی، معجم البلدان، دار الکتاب، بیروت، 1374ھ، ج:4، ص:703

4۔ سبکی، طبقات الشافعیہ، ج:5، ص:216

5۔ ایضاً، ص:558

صالح میں شیخ الحدیث کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے۔[6] 729ھ میں آپ دارالحدیث الظاہر سے منسلک ہوگئے۔[7] 739ھ میں مدرسہ نفیسہ میں،[8] اور اسی سال دارالحدیث والقرآن التنکزیہ میں مسند حدیث پر فائز ہوگئے۔ آپ سے ایک کثیر جماعت نے سماعِ حدیث کیا۔ سبکی لکھتے ہیں:"و سمع منہ الجمع الکثیر۔"[9] (اور ان سے ایک کثیر جماعت نے سماعِ حدیث کیا۔)

ذہبی خاندانی طور پر شافعی المذہب تھے[10] مگر ذاتی تحقیق اور میلان طبع کی بنا پر حنبلیت کی طرف مائل تھے۔ آپ کے شاگرد سبکی لکھتے ہیں کہ "گو وہ مذہبا شافعی تھے لیکن ان کے اعتقادات زیادہ تر حنبلیوں کے تھے اس لئے حنابلہ کی خوب مدح سرائی کرتے ہیں۔"[11]

امام ذہبی سلسلہ سہروردیہ سے منسلک تھے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ شیخ ضیاء الدین انصاری سے خرقہ بھی پہنا۔[12]

آپ کی وفات 3 ذوالقعدہ 748ھ کو مدرسہ ام صالح میں ہوئی اور باب صغیر کے مقبرے میں دفن ہوئے۔[13]

امام ذہبی کا نظریہ تصوف:

امام ذہبی محدث، مؤرخ وفقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ صوفی انسان تھے۔ آپ نے ہمیشہ علم و عمل کو یکجا کر کے زندگی گزاری ہے۔ اور نہ صرف سادہ انداز میں علم و عمل کو جمع کیا ہے بلکہ آپ نے صوفیانہ طرزِ عمل کو بھی اختیار کیا۔ صوفیا کی صحبت اختیا کی، صوفیا کے تذکرے کیے اور سچے اور دیندار صوفیا کی تعریف و ثنا بھی کی۔ اسی طرح

6۔ سبکی، طبقات الشافعیہ، ج:5، ص:88

7۔ نعیمی، تنبیہ الدارس، ج:1، ص:348

8۔ صفدی، الوافی، ج:2، ص:166

9۔ سبکی، طبقات الشافعیہ، 5/216

10۔ ایضاً

11۔ ایضاً

12۔ الذہبی، تاریخ الاسلام، 22/377

13۔ سبکی، طبقات الشافعیہ، 5/217

آپ نے تصوف کے متعلق اپنی آرا بھی پیش کی ہیں۔ اور تصوف کے متعلق بتمام و کمال اپنا نظریہ بیان کر دیا ہے۔ تصوف کے نام پر پائی جانے والی خرابیوں کو بیان کیا ہے اور حقیقی تصوف کو اجاگر بھی کیا ہے۔

امام ذہبی کا واضح کردہ تصوف کا مفہوم:

حقیقی اور اصلی تصوف کی بنیاد شریعت پر رکھی جاتی ہے۔ اور شریعت کامل طریقہ محمدیہ ﷺ کا نام ہے۔ اس لیے جو تصوف عمل و عبادت، حصولِ رزق و کسبِ حلال، معاشرت و سیاست، علم و فکر اور نظریہ و مشورہ میں ہر لحاظ سے طریقہ محمدیہ ﷺ کی پیروی کرے گا وہی اصلی اور حقیقی ہے۔ امام ذہبی تصوف کی تعریف میں بیان کرتے ہیں:

> "تصوف کا مثالی اور مستحسن طریقہ وہی ہے جو محمدی طریقہ ہے اور وہ پاکیزہ رزق کو حاصل کرنا، جائز خواہشات کو فضول خرچی کے بغیر پورا کرنا اور حد سے نہ بڑھنا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے رسولو! پاکیزہ رزق کھاؤ اور نیک اعمال کرو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لیکن میں تو روزہ بھی رکھتا ہوں اور روز نہیں بھی رکھتا، رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے صحبت بھی کرتا ہوں، پس جو کوئی میری سنت سے منہ پھیرے گا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ تو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ فضیلت والے اور اللہ تعالیٰ کو سب سے بڑھ کر محبوب ہیں، اور سلوک کامل غذا اور بولنے میں ورع اختیار کرنا، زبان کی حفاظت کرنا، ہمیشہ ذکر کو لازم رکھنا، عام میل جول سے پرہیز کرنا، اپنی غلطیوں پر رونا، مکمل ترتیل اور تدبر کے ساتھ تلاوت قرآن پاک جاری رکھنا، اللہ کی ذات کے سامنے اور اس کی محبت میں اپنی ذات کو ناقص اور مذموم جاننا، شرعی روزوں میں کثرت کرنا، تہجد پر ہمیشگی اختیار کرنا، مسلمانوں کے لیے تواضع اختیار کرنا، صلہ رحمی کرنا اور اپنی جان پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہوئے اپنا مال و اسباب ان پر خرچ کر دینا۔"[14]

---

[14] ۔ الذہبی، سیر اعلام النبلاء، 12/89

امام ذھبی کے نزدیک کامل طور پر طریقہ محمدی ﷺ کے مطابق قرآن و سنت کی پیروی تصوف کہلاتا ہے۔

امام ذھبی کے نزدیک تصوف کی حقیقت:

تصوف کی حقیقت کے بارے امام ذھبی کا نظریہ بالکل واضح ہے۔ ان کے نزدیک اتباعِ شریعت کرتے ہوئے نفس کی تہذیب و تطہیر کرنے کے لوازمات کو اپنانا تصوف کی حقیقت ہے۔ امام ذھبی نے تصوف کی حقیقت بارے اپنے طور پر کئی باتیں کی ہیں اور کئی باتیں دیگر علماء، محدثین اور صوفیا سے نقل کی ہیں۔ تصوف کی اصل میں ابو عبد الرحمن السلمی کا قول نقل کیا ہے۔ وہ قول تو شیخ سلمی کا ہے لیکن در حقیقت امام ذھبی ان کی بات کو نقل کر کے خود اپنا نظریہ بیان کرتے ہیں۔ پس سیر اعلام النبلاء میں ذکر کرتے ہیں:

"اصل التصوف ملازمة الكتاب و السنة و ترک الاهواء و البدع و تعظيم حرمات الشارع و رؤية اعذار الخلق والدوام على الاوراد۔"[15]

ترجمہ: (تصوف کی اصل کتاب و سنت کو لازم پکڑ لینا، خواہشات نفسانی اور بدعتوں کو ترک کر دینا، شارع کی محترم چیزوں کی تعظیم کرنا، مخلوق کے عذروں کو قبول کرنا اور اوراد پر ہمیشگی اختیار کرنا۔)

یہی وہ اوصاف ہیں کہ جو تہذیبِ نفس اور تطہیر قلب کے لیے لازمی اور کارگر ہیں۔ یہی شریعت مطہرہ کا راستہ ہے۔

امام ذھبی کے نزدیک تصوف کی اہمیت:

حقیقی تصوف قرآن و سنت کی عملی صورت ہے۔ بہت سے علماء نے تصوف کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔ جن میں امام ذھبی خصوصاً شامل ہیں۔ بہت سے مقامات پر تو صوفیا کی تحسین کر کے اور کئی جگہوں پر صوفیا کی تعلیمات و اقوال کو ذکر کر کے تصوف کی اہمیت کو واضح کرتے

ہیں۔ آپ نے علماء کو تصوف اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے اور تصوف سے خالی رہنے والے علماء کو تنبیہ کی ہے۔ لہذا امام ذھبی کہتے ہیں:

---

[15] ۔ الذھبی، سیر اعلام النبلاء، 17/249

" و العالم اذا عری من التصوف و التالہ، فھو فارغ، کما ان الصوفی اذا عری من علم السنۃ، زل عن سواء السبیل۔"[16]

ترجمہ: (اور کوئی عالم جب تصوف اور الوہیت کی تابعداری سے عاری ہو جائے تو (حقیقت اور خیر سے) فارغ (خالی) ہے۔ جیسا کہ کوئی صوفی جب علم السنۃ سے عاری ہو جائے تو وہ سیدھے راستے سے پھسل جاتا ہے۔)

اس قول میں امام ذھبی نے دونوں طرف راہنمائی کر دی۔ کہ کوئی بھی شخص علم سنت کے بغیر تصوف کا حامل ہو کر اور کوئی علم کا حامل تصوف کو اختیار کیے بغیر حقیقت کو نہیں پا سکتا ہے۔ اس طرح آپ علم اور تصوف کی اہمیت کو ایک ساتھ ہی بیان کر رہے ہیں۔

امام ذھبی کے نزدیک تصوف کے مآخذ:

امام ذھبی تصوف کو شرعی تعلیمات کے تابع مانتے ہیں۔ قرآن و سنت اور آثار صحابہ کو تصوف کے مآخذ قرار دیتے ہیں۔ تابعین اور مابعد میں سے صلحاء صوفیا کی تعلیمات سے بھی تصوف لیتے ہیں۔ آپ کی تمام تعلیمات و تلقینات، افکار و نظریات اور تبصروں سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک تصوف کے چار مآخذ قرآن، سنت رسول ﷺ، آثارِ صحابہ اور متقدمین صلحاء صوفیا ہیں۔ مزید آپ بیان کرتے ہیں:

"تصوف، تالہ (بندگی)، سلوک، سیر اور محبت وہی ہے کہ جو اصحابِ رسول ﷺ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ کی رضا، اللہ کی بارگاہ میں تقوی اختیار کرنے، جہاد فی سبیل اللہ، شریعت کے آداب، ترتیل و تدبر کے ساتھ تلاوت کرنے، خشیت و خشوع کے ساتھ قیام کرنے، کبھی روزہ رکھنے اور کبھی روزہ ترک کرنے، نیکیوں کو پھیلانے، ایثار میں کثرت کرنے، عوام کو تعلیم دینے، مؤمنوں کے سامنے عاجزی کرنے اور کافروں پر سختی کرنے کے بارے میں۔ اور اس کے ساتھ یہ حقیقت ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔"

اور صحابہ کرام سب کچھ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مقدس اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت مطہرہ سے لیتے رہے ہیں۔ آپ نے بہت سے صوفیا سے انہیں مآخذ کو نقل کر کے بھی یہ واضح کیا ہے آپ کے نزدیک مآخذ تصوف یہی چار چیزیں ہیں۔

---

[16] ۔ الذھبی، سیر اعلام النبلاء، 15/410

امام ذھبی کا خرقہ تصوف پہننا:

امام ذھبی سلسلہ سہر وردیہ سے منسلک تھے اور اسی سلسلہ میں خرقہ خلافت بھی پہنا ہے۔ خود امام ذھبی سیر میں بیان کرتے ہیں:

"مجھے خرقہ تصوف ہمارے شیخ، محدث و زاھد، ضیاء الدین عیسی بن یحیی انصاری نے قاھرہ میں پہنایا تھا۔ اور فرمایا: کہ مجھے یہ خرقہ شیخ شہاب الدین سہر وردی نے مکہ میں اپنے چچا ابو النجیب سے پہنایا تھا۔"[17]

صحبت صالحین کے بارے میں امام ذھبی کا نظریہ:

صحبتِ صالحین محبتِ الٰہی و مصطفوی ﷺ، مودتِ علم و تقوی اور اتباعِ شرع کا سبب بنتی ہے۔ اس وجہ سے امام ذھبی صحبتِ صالحین کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور صالحین کی صحبت اختیار کرنے کو مفید جانتے ہیں۔ ابو عمرو ابن سنان الحیری کے متعلق ذکر کیا:

"الامام المحدث الثقہ، النحوی البارع، الزاھد العابد ، مسند خراسان--- صحب الزھاد ، و ادرک ابا عثمان و المشایخ---"[18]

ترجمہ: (وہ امام، ثقہ محدث، ماہر نحوی، زاھد و عابد اور مُسندِ خراسان تھے۔۔۔ انہوں نے بہت سے زاھدین کی صحبت اختیار کی ہے اور انہوں نے ابو عثمان اور ان کے علاوہ کثیر مشائخ کی صحبت کو پایا ہے۔)

کشف و کرامات کے متعلق امام ذھبی کا نظریہ:

امام ذھبی کشف و کرامات کو حق مانتے ہیں۔ اور کرامت کو صاحبِ کرامت کی فضیلت کے لیے دلیل کے طور پر مانتے ہیں۔ آپ نے ابو عبد اللہ الدباس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

17۔ الذھبی، تاریخ الاسلام، 22/377

18۔ ذھبی، سیر اعلام النبلا، 16/356

"و کان من اولیاء اللہ اولی الکرامات۔"[19]

ترجمہ: (وہ صاحبِ کرامات اولیاء میں سے تھے۔)

اگر کرامات کو حق نہ مانتے تو کرامات کو فضیلت و خصوصیت کے ساتھ ذکر نہ کرتے۔ اولیاء اللہ کی طرف کرامات کو منسوب کرکے بھی کرامات کے حق ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔

تبرک کے بارے امام ذھبی کا نظریہ:

صوفیا صالحین سے منسوب چیزوں کو برکت کے حصول کا باعث مانتے ہیں۔ امام ذھبی بھی اس کو حق مانتے ہیں۔ اور کئی علماء و صوفیا سے حصول برکت کو ثابت کیا ہے۔ ابو جعفر البیہقی النحوی المفسر کے متعلق یوں ذکر کیا:

"و کان ذا تالہ و عبادۃ ، و یتبرک بہ۔"[20]

ترجمہ: (اور وہ الوہیت اور عبادت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ان سے برکت حاصل کی جاتی تھی۔)

لوگوں کے برکت حاصل کرنے کو برا نہیں کہا اور نہ رد کیا بلکہ برکت کے حصول کو ثابت کیا ہے۔ الھکاری کے تذکرہ میں لکھا:

"قطب المشائخ و برکۃ الوقت و صاحب الاحوال و الکرامات۔"[21]

ترجمہ: (مشائخ کے قطب ہیں اور وقت و زمانہ کی برکت ہیں اور صاحبِ احوال و کرامات ہیں۔)

ان کو تو خود برکت الوقت قرار دے رہے ہیں یہ پہلی سے بھی بڑی بات ہے۔

زیارت قبور اور امام ذھبی:

صوفیا کے ہاں زیارت قبور کا معمول رہتا ہے۔ بلکہ بہت صلحا کی قبروں کے پاس برکت کے حصول کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ امام ذھبی بھی اس نظریہ و عقیدہ قائل ہیں۔ اور کئی صلحا کی قبور سے حصول برکت کو ثابت بھی مانتے ہیں۔ ابو عبداللہ اندلسی کے متعلق العبر میں ذکر کیا:

19۔ الذہبی، تاریخ الاسلام، 19/594

20۔ ذھبی، سیر اعلام النبلا، 20/208

21۔ ذھبی، العبر، 4/163

"و قبره مقصود بالزيارة۔"[22]

ترجمہ: (اور ان کی قبر مقصودِ زیارت ہے۔)

اگر آپ زیارت قبور کے منکر ہوتے تو لوگوں کا ان کی قبر کو زیارت گاہ بنانا ان کی عظمت وشان کے اظہار کے لیے بیان نہ کرتے بلکہ اس کا رد کرتے اور اس سے بچنے کی ترغیب دیتے۔ معروف کرخی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ابراہیم الحربی سے روایت ہے کہ: "معروف کرخی کی قبر تجربہ شدہ تریاق ہے۔" ان کا مطلب یہ ہے کہ ان کی قبر کے پاس مجبور کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ اس لیے کہ بابرکت مقامات پر دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ جیسا کہ سحری کے وقت میں قبولیت دعا کی امید کی جاتی ہے، فرض نمازوں کے بعد اور مساجد میں۔"[23]

معروف کرخی کی قبر کو حصول برکت کا سبب قرار دے رہیں۔ ان کی قبر کو تو بیماریوں، مصیبتوں اور تکلیفوں میں تریاق قرار دیتے ہیں۔ اور قبولیت دعا کا باعث بھی سمجھتے ہیں۔

امام ذھبی کے نزدیک صوفیا کا علومِ شرعیہ سے تمسک کرنا:

امام ذھبی نے بیان کیا ہے کہ صوفیا علومِ شرعیہ سے تمسک کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس حقیقت کے بیان کے لیے آپ نے صوفیا کے اقوال کو نقل کیا ہے۔ سھل بن عبداللہ تستری کا قول نقل کیا:

"اصولنا ستة اشاء: التمسک بالقرآن ، و الاقتداء بالسنة ، و اكل الحلال ، و كف الاذى، و التوبة ، و اداء الحقوق۔"[24]

ترجمہ: (ہمارے چھ اصول ہیں: تمسک بالقرآن، اقتداءِ سنت، حلال کھانا، تکلیف کو مخلوق سے ہٹانا، توبہ کرنا اور حقوق کی ادائیگی کرنا۔)

ابو القاسم حضرت جنید بن محمد بغدادی کا قول نقل کرتے ہیں:

22۔ ذھبی، العبر، 4/309

23۔ ذھبی، سیر اعلام النبلا، 9/343

24۔ الذہبی، سیر اعلام النبلاء، 21/188

"علمنا مضبوط بالکتاب و السنۃ و من لم یحفظ الکتاب و یکتب الحدیث، و لم یتفقہ لا یقتدی بہ۔"[25]

ترجمہ: (ہمارا علم کتاب و سنت کے ساتھ مضبوط ہے جو کوئی قرآن کو یاد نہ رکھے، حدیث نہ لکھے اور فقہ نہ پڑھے تو اس کی اقتدا نہ کی جائے۔)

اور امام ذہبی نے حضرت شیخ ابویزید بسطامی کی اپنے اصحاب کو نصیحت روایت کی ہے:

"لو نظرتم الی رجل اعطی من الکرامات حتی یرتفع فی الھواء فلا تغتروا بہ حتی تنظروا کیف تجدونہ عند الامر و النھی و حفظ الشریعۃ۔"[26]

ترجمہ: (اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ اسے کرامات دی گئیں ہیں یہاں تک کہ وہ ہوا میں اڑتا ہوا آئے تو اس سے دھوکا نہ کھاؤ جب تک کہ تم یہ نہ دیکھ لو کہ تم اسے اوامر و نواہی میں اور شریعت کے حقوق کی محافظت میں کیسا پاتے ہو۔)

صوفیا کے علومِ شرعیہ کی محبت پر مبنی اقوال اور ان کی حصولِ علم کی کوششوں کو بیان کرنے کے بعد امام ذہبی کہتے ہیں:

"ھکذا کان مشایخ الصوفیا فی حرصھم علی الحدیث و السنۃ ، لا کمشایخ عصرنا الجھلۃ البطلۃ الاکلۃ الکسلۃ۔"[27]

ترجمہ: (مشائخ صوفیا تو حدیث و سنت کے علم پر یوں حریص تھے، نہ عصر حاضر کے جاہل، باطل، کھانے والے اور کاہل مشائخ کی طرح۔)

---

[25] ۔ ایضاً، ص:120

[26] ۔ الذہبی، العبر، 2/29

[27] ۔ ذہبی، تاریخ الاسلام، 21/187

امام ذہبی، تصوفِ فلسفی، نظریہ حلول اور وحدۃ الوجود:

کئی صوفیا نے تصوف کو فلسفی رنگ دیا اور فلاسفیانہ رنگ میں عقائد کو جانچا۔ اور فلسفہ کی بنیاد پر اعتقادات مرتب کیے۔ امام ذہبی تصوف فلسفی کو قبول نہیں کرتے۔ اور اس کے حامیوں کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ بعض صوفیا نے حلولیت اور وحدۃ الوجود کے نظریہ کو اپنایا۔ انہوں نے کہا کہ کائنات میں جو کچھ بھی یہ سب ایک اکائی ہے اور سب ذاتِ حق تعالیٰ کی وحدانیت میں سموئے ہیں۔ کوئی بھی چیز حق تعالیٰ کے مغایر موجود نہیں ہے۔ جن صوفیا نے حلولیت اور وحدۃ الوجود کے نظریہ کو اپنایا آپ نے ان پر سخت تنقید کی ہے۔ ان میں خاص طور پر جو تنقید کا نشانہ بنے ہیں وہ ابن العربی اور حسین بن منصور حلاج ہیں۔ پھر ان کے بعد جو ان کے اس نظریہ کے حامی بنے ہیں۔

امام ذہبی کا صوفیا کے بارے میں نظریہ:

امام ذہبی نے تاریخی پس منظر، حوالہ جات اور حقائق کے تناظر میں ہر فن کے افراد بارے مبنی بر حقیقت الفاظ و کلمات رقم کیے ہیں۔ صوفیا کے بارے میں جہاں تعریفی کلمات ادا کیے ہیں وہیں بعض پر تنقید بھی بجا طور پر کی ہے لیکن اس تنقید کی وجہ فقط ان کا صوفی ہونا نہیں بلکہ فنِ روایت، حفظِ حدیث اور نقلِ حدیث کے حوالہ سے جمہور کی آراء کی بنا پر نقد کی ہے۔ یعنی اس تنقید کا یہ مطلب بالکل نہیں ہوتا کہ وہ صوفی ہونے پر تنقید کر رہے ہیں۔ امام ذہبی کی تنقید اور جرح کا بنیادی موضوع روایتِ حدیث تھا۔ لہٰذا جب وہ اس پہلو سے تنقید کر رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اسی پہلو میں نقص کو بیان کر رہے ہیں۔ اس سے تصوف یا صوفی کی ذات پر تنقید مراد نہیں لی جا سکتی۔ اور وہ تنقید جس شخصیت پر کی گئی ہوتی ہے اس کا مصداق وہی ہوتے ہیں نہ کہ تمام طبقہ صوفیا مراد ہوتا ہے۔

امام ذہبی کی صوفیا پر نقد کے اسباب:

امام ذہبی نے کئی صوفیا پر ان میں پائی جانے والی کئی طرح خرابیوں کی بنا پر تنقید کی ہے۔ اس تنقید کے اسباب درج ذیل ہیں۔

1۔ روایت حدیث میں غفلت اور ضعف:

کئی صوفیا ایسے ہوئے کہ وہ اپنے عقیدے، عمل اور نظریات میں بالکل متبع شرع ہوتے لیکن روایت حدیث کا فہم نہیں پاتے تھے۔ یا ان کی روایت میں ضعف پایا جاتا۔ روایت میں غفلت کرتے اور درایت نہیں رکھتے تھے۔ سلیم بن میمون الخواص پر نقد وارد کرتے ہیں:

"و لم یکن بالمتضلع من الحدیث۔"[28]

ترجمہ: (اور ان کے پاس حدیث کا علم کافی نہیں تھا۔)

یہ تنقید صرف ان کی روایتِ حدیث میں غفلت پر ہے ورنہ اسی مقام پر ان کی اچھائیوں پر ان کی ثنا بھی کرتے ہیں۔

2۔ وضعِ حدیث کی قدغن:

بعض صوفیا پر تہمت لگائی گئی کہ انہوں نے حدیثوں کو گھڑ کر لوگوں کو بیان کیا ہے۔ لہٰذا جن پر وضع حدیث کا الزام لگایا گیا ہے امام ذھبی نے ان پر تنقید کی ہے۔ ابو الحسن ابن جھضم الھمذانی پر تنقید کرتے ہوئے لکھا:

"شیخ، امام کبیر، حرم کے صوفیا کے شیخ ہیں۔۔۔ وہ ثقہ نہیں ہیں بلکہ ان پر (کذب کی) تہمت لگائی گئی ہے۔۔۔ ابن خیرون نے کہا ہے: کہا گیا ہے کہ وہ جھوٹ (سے حدیثیں) بیان کرتا تھا۔" [29]

3۔ اعتقادات کی خرابی:

بعض صوفیا نے اعتقادات کو بگاڑا، بدعات اور ضلالت میں پڑ گئے تو ان کی گرفت کی۔ جیسے ابن عطاء الھجیمی کے بارے کہا:

"شیخ الصوفیا، عابد، اللہ کے سامنے جھک جانے والے ہیں۔ وہ قدری اور بدعتی شخص تھے۔ پس کئی زاھدوں کے ہاں بدعتوں پر چلنے میں قباحت نہیں۔۔۔ لیکن وہ صالح بندہ تھا۔"[30]

3.1۔ نظریہ وحدۃ الوجود:

کئی صوفیا نے اس نظریہ کو اپنا لیا کہ کائنات میں سب کچھ ایک حقیقت ہیں یہ نظریہ شریعت کے بالکل خلاف ہے۔ پس جن جن صوفیا نے اس نظریہ کو قبول کیا ہے وہ تنقید کے مستحق بنتے چلے گئے ہیں۔ اور امام ذھبی نے ان پر تنقید کی ہے۔ ابن الفارض الحموی کے متعلق کہا:

---

[28] ۔ ذھبی، سیر اعلام النبلا، 9/93

[29] ۔ ذھبی، سیر اعلام النبلا، 17/275

[30] ۔ ذھبی، سیر اعلام النبلاء، 16/408

"نظریہ اتحاد کا حامی تھا کہ جس کے ساتھ اس نے (قصیدہ) تائیہ کو بھر دیا ہے۔ اگر اس قصیدہ میں صریحاً اتحاد کا نظریہ موجود نہیں کہ جس میں کوئی حیلہ نہیں، تو دنیا جہان میں کہیں زندیقیت اور ضلالت نہیں۔۔۔ اے ائمہ دین کیا تم اللہ کے لیے غضبناک نہیں ہو گے؟ پس ہر نیکی کی قوت اور برائی سے بچنے کی استطاعت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اور اس نے حج کیا اور (حرم کی) مجاورت کی۔" (31)

یہ نظریہ تنقید کے قابل تھا اس کا حامل چاہے صوفی ہو یا محدث وفقیہ۔ اور امام ذھبی نے ان لوگوں پر اسی بنا پر تنقید کی۔

3.2۔ زندیقیت والحاد:

بعض صوفیا نے زنادقہ وملحدین کے نظریات کو اپنایا تو وہ تنقید کے مستحق بنے۔ حلاج کے متعلق ذکر کیا:

"ابن عطا، محمد بن خفیف اور ابو القاسم النصر آبادی نے اس کے حال کی تصحیح کی اور بقیہ تمام صوفیا، مشایخ اور علما نے اس کی برائی کی۔ کیونکہ تو اس کی سیرت اور چلن میں برائی دیکھے گا۔ ان میں سے بعض نے اسے نظریہ حلول والوں کی طرف اور بعض نے اسے زندیقوں اور شعبدہ بازوں کی طرف منسوب کیا۔"(32)

ان پر صرف محدثین نہیں بلکہ صوفیا بھی شامل ہیں۔ اور ابو حیان التوحیدی کے متعلق لکھتے ہیں:

"وہ گمراہ ملحد ابو حیان۔۔ بغدادی صوفی ہے۔ ادب وفلسفہ پر کئی تصانیف والا ہے۔" (33)

3.3۔ شریعت کی رو سے قابلِ گرفت کلمات:

کئی صوفیا سے ایسے کلمات بھی صادر ہوئے ہیں کہ شریعت کی رو سے قابلِ گرفت ہیں۔ ان میں سے بعض کی تو تاویل اور توجیہ کی گئی لیکن کئی ایسے کلمات ہیں کہ جن کی کوئی توجیہ نہیں کی جا سکی لہٰذا وہ قابلِ نقد بن گئے ہیں۔ ابن العربی پر یوں تنقید کی ہے:

31۔ ذھبی، سیر اعلام النبلا، 22/368

32۔ ذھبی، سیر اعلام النبلاء، 14/313

33۔ ذھبی سیر اعلام النبلا، 17/119

ترجمہ: (وہ علامہ، صاحبِ تالیفات، ذکی اور کثیر العلم تھا۔ اس نے کثرت سے عبادت اور زہد کو اختیار کیا۔ اور خلوت نشینی اختیار کی۔ نظریہ وحدۃ الوجود والوں کی بہت سی چیزیں تصوف میں لے آئے ہیں۔ اور ان کی کتب میں سب سے ردی ترین کتاب "الفصوص" ہے۔ اگر اس میں کفر نہیں ہے تو پھر دنیا میں کفر ہے ہی نہیں۔ اگر اس نے موت سے قبل اپنی ان باتوں سے رجوع کر لیا ہے تو کامیاب ہو گیا۔ اور اللہ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی کثیر عبارات کی تاویل ہے سوائے کتاب الفصوص کے۔ ایک جماعت نے تو اس کی عظمت بیان کی ہے اور اس سے صادر ہونے والی چیزوں کے لیے بہت دور کے احتمالات بیان کرنے میں تکلف کیا ہے۔)[34]

4۔ کہانت کو اختیار کرنا اور مخالفتِ شرع:

کئی صوفیا نے کاہنوں کی طرح طریقے اختیار کر لیے تو وہ بھی تنقید کے مستحق تھے۔ القمینی کے متعلق لکھا:

> "اس کے بارے لوگ بہت زیادہ اعتقاد رکھتے ہیں اس وجہ سے کہ وہ ان مکاشفات کو سنتے کہ جو اس کی زبان پر جاری ہوتے تھے۔ جیسا کہ کاہنوں کی باتیں غیب میں کہی ہوئی برابر پوری ہو جاتی تھیں۔ وہ کوڑے دانوں کو ٹھکانہ بنایا کرتا تھا جو کہ شیطانوں کا ٹھکانہ ہوتے ہیں۔۔۔ اور وہ اعتقاد رکھتا تھا کہ وہ اللہ کا ولی ہے۔ اور میں نے اس قسم کے بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ جن کی عقل زائل ہو چکی ہوتی یا ناقص ہو چکی ہوتی اور وہ نجاستوں میں الٹتے پلٹے رہتے، نہ وہ نماز پڑھتے اور نہ روزے رکھتے اور فحش کلامی کرتے رہتے مگر اللہ کی قسم راہبوں کی طرح ان کے لیے کشف ہوتا تھا اور ساحروں کی طرح ان کے لیے کشف ہوتا، اور جیسے کوئی سانپ کھا جاتا اور کوئی آگ میں داخل ہو جاتا ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ فاحش کاموں میں پڑے رہتے ہیں۔"[35]

---

[34] ۔ ذہبی، سیر اعلام النبلا، 23/48

[35] ۔ ذہبی، سیر اعلام النبلا، 23/302

یہ ایسے احوال ہیں کہ جو سراسر شریعت کے خلاف ہیں۔ سخت تنقید کے لائق ہیں۔کئی صوفیا نے شرعی احکام سے استہزاء کیا، انہیں ہلکا جانا اور شرعی حدود میں دست درازی کی۔ جس وجہ سے امام ذھبی نے ان کی گرفت ہے۔ علی بن ابوالحسن الحریری کے متعلق لکھا:

"وہ باطل فقراء کا بڑا ہے۔۔۔ میں نے ایک حافظِ حدیث کا تلوار نما لکھا ہوا پڑھا ہے:

حریری اسلام پر ہر چیز سے زیادہ فتنہ لانے والا اور نقصان دینے والا ہے۔ اس سے زندیقیت اور شریعت کا استہزاء ظاہر ہو چکے ہیں۔ ثقہ لوگوں سے مجھے پہنچا ہے کہ وہ زندیقیت اور اللہ کی ذات پر جرات کرنے کے حوالہ سے بڑی چیزیں ذکر کرتا۔ اور وہ نمازوں کے حکم کو ہلکا جانتا تھا۔ علی بن انجب نے اپنی تاریخ میں کہا ہے: فقیر حریری عجیب شیخ تھا، اس کے بارے کہا جاتا ہے کہ وہ حرام کردہ چیزوں کو حلال جاننے والا تھا۔ اور اس سے کوئی مراقبہ ثابت نہیں۔ اور فقہاء اس کے کاموں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور لیکن لوگوں میں اس کی مقبولیت بہت ہے۔" (36)

امام ذھبی کی طرف سے متقدمین صوفیا کی تحسین اور اس کے اسباب:

متقدمین صوفیا کے بارے امام ذھبی نے تاریخی حوالہ جات کے تناظر میں تعریفی یا تنقیدی کلمات ادا کیے ہیں۔ ایسے صوفیا کرام کہ جن کی بابت تعریفی کلمات ادا کیے ہیں ان کی تعداد کثیر ہے جن میں سے اختصار کے پیش نظر صرف چند ایک کو یہاں بیان کیا جائے گا۔ امام ذھبی کا کئی صوفیا کی تعریف، ثنا اور مدح کرنا اس حقیقت منہ بولتا ثبوت ہے کہ امام ذھبی صوفیا سے بیزار نہیں تھے، نہ ہی وہ صوفیا کے ناقدین میں سے تھے اور نہ ہی وہ تصوف کے منکر تھے۔ بلکہ وہ تصوف کے حاملین و حامیوں اور صوفیا کے محبین و قدر کرنے والوں میں سے تھے۔

تحسینِ صوفیا کے اسباب:

امام ذھبی نے جو کئی صوفیا کی ثناء اور مدح کی ہے اس کے کئی اسباب ہیں۔ اور وہ درج ذیل ہیں:

---

[36] ۔ ذھبی، سیر اعلام النبلا، 23/224

1۔ اتباعِ شرع اور ورع و تقوی:

اصل حقیقت تو شریعتِ مطہرہ کی پیروی اور تقوی و پرہیز گاری کو اختیار کرنا ہے، اور اسی چیز کا نام تصوف ہے۔ پس امام ذھبی نے ان صوفیا کی مدح کی جنہوں نے خود کو متبع شرع بنالیا۔ امام ذھبی قاضی عیاض کی ثنا کرتے ہیں اور اس کا سبب بھی بیان کرتے ہیں:

"وہ امام، قدوۃ، معتمد علیہ، شیخ الاسلام ہیں۔۔۔ وہ اللہ کے حرم کے مجاور بنے ہیں۔ ان پر اللہ کی رحمت ہو تقوی میں ان کے مواعظ اور مقدمات بہت راسخ ہیں۔۔۔ وہ حجت ہیں اور بڑی قدر والے ہیں۔۔۔ صاحب سنت و اتباع ہیں۔" (37)

صاحب تقوی صوفیا کی مدح میں کوئی کسر نہیں چھوڑی بشر حافی کے لیے ذکر کرتے ہیں:

"وہ امام، عالم، محدث، زاھد، ربانی، قدوہ اور شیخ الاسلام ہیں۔ انہوں نے بہت کم مسندات روایت کی ہیں۔ وہ اپنے نفس کی مذمت کیا کرتے۔ بے شک وہ ورع و اخلاص کی بلند چوٹی اور امام و پیشوا تھے۔"(38)

2۔ حدیث سے محبت اور تعلیم و تعلم:

حدیث مبارکہ سے محبت کرنا، حدیث مبارکہ کو سیکھنا اور سکھانا یہ وہ اعمال ہیں کہ جو بے حد لائق تحسین ہیں۔ امام ذھبی نے بشر حافی کی حدیث سے محبت کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

"انہوں نے بذاتہ حدیث اور اس پر عمل کرنے کو محبوب جانا ہے، زادِ معاد سے اللہ کے لیے یہی مطلوب ہے۔ اور انہوں نے اس کی روایت اور اس کی عالی مرتبیت کو محبوب ہی جانا ہے۔" (39)

سھل تستری کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ذھبی ان کی ثنا اس طرح کرتے ہیں:

37۔ ذھبی، سیر اعلام النبلا، 8/421-448

38۔ ایضاً، 10/472

39۔ ذھبی، سیر اعلام النبلا، 7/256

"وہ عارفین کے شیخ و امام، صوفی اور زاھد ہیں۔۔۔ حضرت سھل تستری علیہ الرحمہ نے جب اصحاب الحدیث کو دیکھا تو فرمانے لگے: (تحصیل و طلبِ حدیث میں) خوب جدوجہد کرو تم اللہ تعالیٰ سے ملو تو اس حال میں ملو کہ یہ (حدیث تحریر کرنے والی) قلم و دوات تمہارے ساتھ ہو اور ان سے پوچھا گیا: کہ آدمی حدیث کو کب تک لکھتا رہے؟ تو فرمایا: اس وقت تک لکھے کہ اسے موت آجائے اور باقی دوات اس کے ساتھ اس کی قبر میں رکھ دی جائے؛ اور ان سے مروی ہے: جو دنیا و آخرت (کی بھلائی) کا ارادہ کرتا ہے تو وہ حدیث مبارکہ کو لکھ لے (یعنی علم حدیث حاصل کرے اور حدیث کی خدمت کرے)۔ پس بے شک اسی میں ہی دنیا و آخرت کی منفعت اور متاع ہے۔" (40)

3۔ عبادت و ریاضت:

عبادت ہی تو دین کی اصل ہے اور کوئی بھی علم بغیر عبادت کے کچھ نہیں۔ صوفیا تو عبادت کے پیکر ہوتے ہیں پس امام ذھبی بھی ان کی ثنا کرتے ہیں۔ سری سقطی کے لیے امام ذھبی نے ذکر کیا:

"وہ امام، قدوہ اور شیخ الاسلام ہیں۔۔۔ اور وہ عبادت میں مشغول رہے۔۔۔ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں نے سری سقطی سے بڑھ کر کوئی اللہ کی عبادت کرنے والا نہیں دیکھا۔ ان پر 78 سال گزر گئے لیکن ہم نے انہیں کبھی بستر پر لیٹے نہیں دیکھا سوائے مرض الموت کے وقت کے۔" (41)

4۔ کرامات سے تائید الٰہی عطا ہونا:

کرامات حق ہیں اور کرامات کے ذریعہ اللہ کریم اولیاء کی تائید فرماتا ہے، جسے کرامات عطا ہو جائیں وہ یقیناً ثنا کا مستحق ہوتا ہے۔ امام ذھبی اپنی کتاب "العبر فی خبر من غبر" میں شیخ عبد القادر جیلانی کی ثنا بیان کرتے ہیں:

40۔ ایضاً، 13/330

41۔ ذھبی، سیر اعلام النبلا، 12/185

"شیخ العصر، وقدوۃالعارفین، صاحب المقامات و الکرامات۔"[42]

ترجمہ: (وہ وقت کے شیخ ہیں، عارفین کے قدوہ (پیشوا و مقتدا) ہیں، صاحبِ مقامات و کرامات ہیں۔)

امام ذہبی کے ممدوحین صوفیا:

بہت سے متقدمین صوفیا کے بارے امام ذہبی نے تاریخی حوالہ جات کے تناظر میں تعریفی یا تنقیدی کلمات ادا کیے ہیں۔ ایسے صوفیا کرام کہ جن کی بابت تعریفی کلمات ادا کیے ہیں ان کی تعداد کثیر ہے جن میں سے اختصار کے پیش نظر صرف چند ایک کو یہاں بیان کیا جائے گا۔ امام ذہبی کا کئی صوفیا کی تعریف، ثنا اور مدح کرنا اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ امام ذہبی صوفیا سے بیزار نہیں تھے، نہ ہی وہ صوفیا کے ناقدین میں سے تھے اور نہ وہ تصوف کے منکر تھے۔ بلکہ وہ تصوف کے حاملین و حامیوں اور صوفیا کے محبین و قدر کرنے والوں میں سے تھے۔ امام ذہبی نے جن صوفیا کی مدح کی ہے ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

1۔ قاضی عیاض (متوفی 187ھ):

قاضی عیاض کی کی مدح میں لکھتے ہیں:

> "وہ امام، قدوۃ، معتمد علیہ، شیخ الاسلام ہیں۔۔۔ وہ اللہ کے حرم کے مجاور بنے ہیں۔ ان پر اللہ کی رحمت ہو تقوی میں ان کے مواعظ اور مقدمات بہت راسخ ہیں۔۔۔ وہ حجت ہیں اور بڑی قدر والے ہیں۔۔۔ صاحب سنت و اتباع ہیں۔۔۔ انہوں نے (حدیث میں سے) جو کچھ نقل کیا ہے اس میں وہ بہت قابلِ اعتماد اور مضبوط ثقہ تھے۔ اور جو کچھ میں جانتا ہوں ان سے حدیث میں کوئی مواخذہ نہیں کیا گیا۔"[43]

2۔ بشر حافی (152ھ تا 227ھ):

بشر حافی کے متعلق یوں کہا:

---

[42] ۔ ذہبی، العبر، 4/175

[43] ۔ ذہبی، سیر اعلام النبلا، 8/421-448

"وہ امام، عالم، محدث، زاھد، ربانی، قدوہ اور شیخ الاسلام ہیں۔ ان کی روایت کردہ مسندات بہت کم ہیں۔ وہ اپنے نفس کی مذمت کیا کرتے تھے۔ بے شک وہ تو ورع و اخلاص کی بلند چوٹی اور امام و پیشوا تھے۔"(44)

3۔ ذوالنون مصری (متوفی 245ھ):

ذوالنون مصری کی مدح ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"وہ زاھد، مصری دیار اور شہروں کے شیخ و امام ہیں۔ ابن یونس نے کہا: وہ عالم، فصیح اور حکیم تھے۔"(45)

4۔ سری سقطی (160ھ تا 253ھ):

سری سقطی کی مدح کرتے ہوئے لکھا:

"وہ امام، قدوہ اور شیخ الاسلام ہیں۔ انہوں نے فضیل بن عیاض اور ان کے علاوہ سے تھوڑی سی حدیثیں روایت کی ہیں۔ اور وہ عبادت میں مشغول رہے۔ اور انہوں نے حضرت معروف کرخی کی صحبت کو اختیار کیا۔ ان سے حضرت جنید بن محمد، ابوالحسین النوری اور ان کے علاوہ نے روایت کیا ہے۔ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ میں نے سری سقطی سے بڑھ کر کوئی اللہ کی عبادت کرنے والا نہیں دیکھا۔ ان پر 78 سال گزر گئے لیکن ہم نے انہیں کبھی بستر پر لیٹے نہیں دیکھا سوائے مرض الموت کے وقت کے۔"(46)

5۔ ابو نعیم الاصفہانی / الاصبہانی (336ھ تا 430ھ):

ابو نعیم الاصفہانی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

44۔ ذھبی، سیر اعلام النبلا، 10/472

45۔ ذھبی، سیر اعلام النبلا، 11/532

46۔ ذھبی، سیر اعلام النبلا، 12/185

"وہ امام، حافظ (الحدیث)، ثقہ اور علامہ ہیں۔ وہ شیخ الاسلام ہیں۔ ابو نعیم الاصبہانی بڑے بڑے احوال والے مرد ہیں۔" (47)

6۔ ابو القاسم القشیری (375ھ تا 465ھ)

ابو القاسم النیشاپوری کی شان کو ان الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں:

"امام، زاھد، قدوہ، استاذ ابو القاسم القشیری، صوفی، مفسر ہیں۔ کہ جو صاحبِ "رسالہ (قشیریہ) ہیں۔۔۔ ثم کتابت اور عربی سیکھی۔ اور حدیث کا سماع کرنے، فقہ سیکھنے اور اصول و فروع و مقدمات سیکھنے میں بہت زیادہ محنت اور مشقت کی۔ اور انہوں نے عارف ابو علی الد قاق علیہ الرحمہ کی صحبت اختیار کی۔"(48)

7۔ شیخ عبد القادر الجیلانی (471ھ تا 561ھ):

شیخ عبد القادر جیلانی کے تذکرہ میں ذکر کیا:

"شیخ، امام، عالم، زاھد، عارف، قدوہ، شیخ الاسلام، اولیاء کی نشانی اور علامت ہیں۔۔۔ وہ بغداد کے شیخ ہیں۔۔۔ کبار مشایخ میں ایسا کوئی نہیں ہے کہ جس کے احوال و کرامات شیخ عبد القادر جیلانی سے زیادہ ہوں۔ لیکن ان میں سے زیادہ تر صحیح نہیں، اور ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جن کو تسلیم کرنا مشکل ہے۔ فی الجملہ شیخ عبد القادر بڑی شان والے ہیں۔" (49)

امام ذھبی محدث ہیں اور محدثین ہمیشہ روایات لینے، شخصیات سے دین لینے اور مختلف دینی امور میں نظریات اختیار کرنے میں بہت محتاط ہوتے ہیں۔ خصوصا امام ذھبی تو فن اسماء الرجال کے امام ہیں اور اسماء الرجال تو فن

47۔ ذھبی، سیر اعلام النبلا، 17/453

48۔ ذھبی، سیر اعلام النبلا، 18/227

49۔ ذھبی، سیر اعلام النبلاء، 20/439

ہی شخصیات کو خوب پرکھنے کا ہے۔ فن اسماء الرجال شخصیات میں صحیح و سقیم کرنے کا زبردست آلہ کار ہے۔ تو امام ذھبی کی عادت مبارکہ ہے کہ وہ بھی ان تمام شخصیات کو پرکھتے ہیں کہ جو امت کی راہنمائی کا کام کرتے ہیں اور لوگ ان کی اقتدا کرتے ہیں۔ جیسے آپ نے محدثین اور رواۃِ حدیث پر خوب بھرپور طریقہ جرح و تعدیل کی ہے اسی طرح آپ نے صوفیا پر بھی جرح و تعدیل کی ہے۔ صوفیا کے حوالہ سے آپ نے شریعت کو پیمانہ بنایا ہے کہ کوئی بھی شخص جو شریعت کے دائرہ کار میں رہتا ہے، شرعی حدود کی پاسداری کرتا ہے اور وہ اپنے عمل و تصوف کی بنا پر شرعی اصولوں پر قائم کرتا ہے تو امام ذھبی اس کی ثنا اور مدح کرتے ہیں لیکن جو کوئی شریعت سے دور بھاگتا ہے اور علومِ شرعیہ کے حصول کو کم تر جانتا ہے تو امام ذھبی نے اس پر زبردست تنقید کی ہے اور اس کے ایسے فکر و عمل کی مذمت کی ہے۔ اور اس تمام بحث کا حاصل بھی یہی ہے۔

نتائج

امام ذھبی کے نظریہ تصوف، صوفیا پر تنقید کرنے کے اسباب و وجوہات اور کئی صوفیا کی مدح و ثنا کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ امام ذھبی صوفیا سے متنفر نہیں تھے، نہ ہی مطلقاً صوفیا کے ناقد تھے اور نہ وہ تصوف سے دور بھاگنے والے یا امت کو تصوف و صوفیا سے گریز کرنے کی تعلیم دینے والے تھے۔ بلکہ امام ذھبی تو صوفیا کو امت کے مقتدا، پیشوا اور نمائندگان قرار دے رہے ہیں۔ اور اس طرح امت کو ان کی اتباع و پیروی کی رغبت دلاتے ہیں۔

من جملہ اس بحث سے جو نتائج اخذ ہوئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ وہ بہت سے صوفیاء کی تعریف و توصیف کرتے تھے، اور انہیں دین و شریعت کا پابند سمجھتے تھے، بلکہ انہیں ملت اسلامیہ کی برگزیدہ اور بلند قامت شخصیات گردانتے تھے جیسے جنید بغدادی، شیخ عبد القادر کیلانی اور ابو حامد الغزالی وغیرہ کا نام انہوں نے اس ضمن میں لیا ہے۔

2۔ ان کے یہاں مسلّم ہے کہ صوفیاء کو بھی چند کرامات حاصل ہیں، اور یہ کرامات ان غیر معمولی عادتوں میں سے ایک ہیں جسے بعض لوگ قبول نہیں کرتے یا ناممکن تصور کرتے ہیں، باوجودیکہ کہ کرامات، اسلامی قانون کے تمام علماء کی طرف سے طے شدہ اور ممکن الوقوع چیز ہے۔

3۔ امام ذھبی نے تصوف کے ان فلسفیوں کی سخت مذمت کی ہے جنہوں نے خود ساختہ نظریات و آراء کا اختراع کیا ہے، وہ آراء جو دین و شریعت کا حصہ نہیں ہیں، اور امام ذھبی نے ان کے حاملین کی مذمت کے ساتھ ساتھ بعض کی تکفیر تک فرمائی ہے۔

4۔ امام ذھبی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ان شذرات و اقوال کو جمع کیا ہے جو صوفیاء نے اختیار کیے ہیں، اور وہ اقوال بھی جمع کیے ہیں جنہیں کفر یا گمراہی و کجی پر مبنی قرار دیا گیا، امام ذھبی نے اس سلسلے میں وضاحت فرمائی ہے کہ اقوال ان زعماء کی طرف محض منسوب ہیں اور ان کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

5۔ انہوں نے بعض صوفیاء پر سخت گرفت فرمائی ہے اور لکھا ہے کہ وہ معصوم نہیں ہوتے بلکہ ان کی حیثیت دوسرے اہل علم کی مانند ہے جن کے اقوال کو مسترد بھی کیا جاسکتا ہے اور قبول بھی۔

6۔ امام ذھبی نے ان تصنیفات کی طرف بھی راہنمائی فرمائی ہے جو تصوف کے باب میں بہت وقیع ہیں، اگرچہ ان میں کچھ غیر مستند اور منحرف چیزیں موجود ہیں لیکن امام ذھبی کے یہاں انہیں چھوڑ کر بقیہ لٹریچر سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

7۔ امام ذھبی ناقدین تصوف میں سے ہیں نہ کہ مانعین و مخالفین میں سے، اور آپ صوفیا کے علم اور زھد وورع کے مرتبہ و مقام کے لحاظ سے ان کی تعریف کرتے ہیں۔

8۔ تصوف کو قرآن و سنت اور آثار صحابہ سے منسوب کر دیا اور جو کچھ بھی اس کے مخالف آیا اسکی تردید کرتے گئے ہیں۔